طاغوتی مظالم کی انتہا اور انقلاب اسلامی کی ترقی کی ابتدا

غلام مرتضی انصاری (پاکستان) - احمد یعقوب بشوی (پاکستان)

اشاریہ:

انقلاب اسلامی کے دشمنوں خصوصا امریکہ اور اسرائیل کا ایرانی عوام پر ڈھانے والے ظلم اور بربریت کا فہرست وار تذکرہ کرنے کے بعد انقلاب اسلامی کے اہم نتائج کو مختصر طور پر بیان کیا ہے، اس امید کے ساتھ کہ جدید نسل قارئین گرامی کے لئے استعماری طاقتوں کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر کے انقلاب اسلامی سے پہلے مظلوم ایرانی عوام کی بے بسی پر طائرانہ نظر کرنے کے بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور اسلامی انقلاب کے ایرانی عوام کے علاوہ پوری دنیا میں تمام مستضعفوں اور مظلوموں اور حق و انصاف کے طلب گاروں کے لئے فیوض و برکات جن میں سب سے بڑی نعمت، دنیا کے بڑے بڑے طاغوتی فرعونوں کے چنگل سے آزادی اور ان کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرات پیدا کرنا اور مظلوموں کی حمایت میں صدائے احتجاج بلند کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا تھا، ورنہ اس الہی اور اسلامی انقلاب سے پہلے کسی قوم اور ملک میں یہ طاقت اور جرات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، لیکن آج اس انقلاب کی بدولت دنیا کے غریب سے غریب ملکوں میں بھی امریکہ مردہ باد اسرائیل مردہ باد کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، اور طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے حقوق کی باتیں کر رہے ہیں، اور ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب مہدی برحق کا ظہور ہوگا اور اس دنیا کو جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہے، عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

بنیادی الفاظ: انقلاب اسلامی ایران، استعماری طاقتوں کے مظالم، رضا شاہ حکومت کی خیانتیں، انقلاب کے اہم نتائج۔

۱. [پی ایچ ڈی اسٹوڈینٹ] gmansari۶۱@gmail.com

ایرانی عوام پر امریکی مظالم اور جنایتوں کی اجمالی فہرست

رہبر انقلاب حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں امریکہ ایک غیر معتبر، جہانخوار، سفاک، ظالم، اور دھوکہ باز ملک ہے، جن کی وجہ سے اس پر کبھی بھی اطمینان نہیں کر سکتا۔اور یہ بات اب پوری دنیا پر واضح ہو چکی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے ہر گوشہ و کنار سے مردہ باد امریکہ اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، کیونکہ اب دنیا سمجھ چکی ہے کہ امریکہ ایک غارت گر ملک ہے جس نے پوری دنیا میں غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔دنیا کی حکومتوں اور بادشاہوں کو اپنے چنگل میں پھنسایا ہوا ہے اور ان کے شہ رگ حیات پر گن پوائنٹ[gun point] رکھا ہوا ہے کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکے۔لیکن دنیا کی ہر باشعور قوم چاہتی ہے کہ اس کے چنگل سے رہائی حاصل کر کے ایک آزاد قوم و ملت کی حیثیت سے دنیا میں عزت کی زندگی گزارے۔اور اپنے ملک کی خود حفاظت کر کے ملکی سرمایہ کا خود مالک بنے۔اور جہانخوار استعماری ممالک کے ہاتھ کاٹ دیں۔ احضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے امریکہ کا حقیقی چہرہ دنیا والوں پر واضح کر کے سمجھا دیا کہ یہ کبھی بھی قابل اعتماد نہیں ہے، اور اس پر کوئی اعتبار نہیں کر سکتا۔کیونکہ یہ صرف اپنا ذاتی مفاد دیکھتا ہے طرف مقابل کے مفاد سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

ایرانی عوام پر کئے جانے والے امریکی مظالم جن کی وجہ سے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دنیا کا سب سے بڑا شیطان کا لقب دیا:

الف) انقلاب اسلامی سے پہلے کئے گئے مظالم

۲۸ مرداد ۱۳۳۲ کو کودتا کرنا۔

مسجد گوہر شاد میں ہزاروں لوگوں کا قتل عام کرنا۔

ایران کے ملکی خزانے کو غارت کرنا۔

شاہ کی ظالمانہ حکومت کی حمایت کر کے اسے ایرانی عوام کے خلاف اکسانا۔

ساواک کو وجود میں لا کر ان کے ذریعہ انقلابیوں کا راستہ روکنا۔

۱۵خرداد ۱۳۴۲ کے قیام کے بعد بے گناہ لوگوں کا قتل عام کرنا۔

ایران پر اپنا قانون نافذ کر کے ایرانیوں کی تذلیل اور تحقیر کرنا۔

ب۔انقلاب اسلامی کے بعد کئے گئے مظالم

اپنے سفارت خانہ کو جاسوسی اڈہ میں تبدیل کرنا۔
ایران کے قومی مال وثروت کا غارت کرنا۔
واقعہ طبس میں فوجی حملہ کے ذریعے اپنی دشمنی کا اظہار کرنا۔
ایران پر حملہ کرنے والوں کی بھرپور حمایت کرنا۔
صدام کو سبز باغ دکھا کر ایران پر حملہ کرانا۔اور اس کی ۸ سال تک ایران کے خلاف لڑنے میں حمایت کرنا۔
ایران پر برسانے کے لئے عراق کو کیمیائی اسلحہ فراہم کرنا۔
ایران کے مسافروں سے بھرے ہوئے ہوائی جہاز کو مار گرانا۔
ایران کی بحری کشتیوں اور تیل کی تنصیبات پر ہوائی حملہ کرنا۔
ایران میں موجود منافقین کی ہر ممکن مدد کرنا اور ان کو ایرانی حکومت کے خلاف اکسانا۔
ایران پر ظالمانہ اقتصادی پابندی لگانا۔
ایران کے اطراف واکناف میں موجود دہشت گردوں کی حمایت کرنا۔
ایران پر تہاجم فرہنگی اور نرم افزار کے ذریعے حملہ کرنا۔
اسلام اور ایران کے خلاف فلمیں تیار کرنا۔
سینکڑوں سیاروں کے ذریعے ایران کو بار بار تہدید کرنا۔
۱۳۷۸، ۱۳۸۲، ۱۳۸۸، ۱۳۹۶ میں فتنہ گروں، منافقوں اور ضد انقلاب افراد کی بھرپور حمایت کرنا۔
۱۳۹۶ میں بھی مختلف بہانے بنا کر کچھ اوباش اور لوفر اجوانوں کے ذریعے ملکی املاک، رہبر عزیز کی تصویر اور قومی پرچم کا جلانا۔
ایران کے ایٹمی سائنسدانوں کو شہید کرنا۔
اقوام متحدہ کے قوانین کا بار بار عہد شکنی کرنا۔
ایٹمی پروگرام برجام میں بار بار بے شرمانہ وعدہ خلافی کرنا۔
پوری دنیا کے تجارتی اداروں کو ایران کے ساتھ لین دین رکھنے اور ان کی مدد کرنے سے روکنا۔
کچھ موارد کی مختصر وضاحت

مسجد گوہر شاد کا تلخ واقعہ

رضاشاہ سال ۱۳۱۳ شمسی میں اپنے وزیر محمد علی فروغی کے ساتھ ترکی کا سفر کرتا ہے اور جب سفر سے واپس آتا ہے کہ تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ ایران کو ترکی کی طرح ہونا چاہیے یعنی ایران کا تمدن ایک غربی تمدن ہونا چاہیے اور اس کے لیے اس نے شروع میں چند دستور جاری کیے جن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ اپنی ٹوپیوں کو بدلیں اور حجاب نہیں ہونا چاہیے مختلف شہروں میں یونیورسٹی بننا چاہیے فردوسی جشن برپا ہونا چاہیے فرہنگ ایران بدلنا چاہیے اور ان سب کاموں میں سے سب سے پہلا کام جو ہوا وہ یہ کہ شاپو فرہنگ کی ٹوپی پہننا اجباری ہے اور مشھد کیونکہ ایک مذھبی شہر تھا تو لوگوں کا گمان تھا کہ اگر لوگ عمل نہیں کریں گے تو یہ قانون ختم ہو جائے گا، اور جب رضا شاہ نے کشف حجاب کا حکم دیا تو سارے لوگوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے احتجاج شروع کیا۔ان احتجاجوں میں علماء اور روحانی حضرات پیش پیش تھے۔ حضرت آیت اللہ سید حسین قمی اور شیخ محمد تقی بہلول نے سخنرانی کی اور لوگوں کو متحد کیا، آیۃ اللہ حاج آقا حسین قمی اس سلسلے میں مشھد سے تہران آئے اور حرم شاہ عبدالعظیم میں انہوں نے اپنا ڈیرہ جمایا۔ جوں جوں لوگوں نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو تہران کے مختلف علاقوں سے جوق در جوق وہاں جمع ہونے لگے۔لوگوں کے ہجوم نے رضا خان کو حواس باختہ کر دیا، اس نے فوراً حکم دیا کہ لوگوں کو وہاں جانے سے روکا جائے، اور وہاں پر آئے ہوئے لوگوں کا محاصرہ کیا جائے۔ جب آیۃ اللہ حسین قمی کو محاصرہ کرنے کی خبر مشھد میں پہنچی تو لوگ حرم امام رضا علیہ السلام میں جمع ہوگئے۔ اور شیخ محمد تقی بہلول جو خراسان کا معروف ترین واعظ تھے، انہوں نے ان مظلوم عوام کو مسجد گوہر شاد میں تحصن کرنے کی غرض سے جمع کیا اور یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں راز و نیاز اور دعا اور نماز میں مشغول تھے، حکومت ان کے مقابلے میں اتر آئی جہاں فوراً ان پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا، اور شاہ کے حکم سے ان پر گولیاں برسائی گئی، جس میں ۱۶۰۰ سے ۳۰۰۰ لوگ شہید ہو گئے اور اس پورے ماجرے کا اصل قصور وار خراسان کے گورنر فتح اللہ پاکروان کو کہا جاتا ہے۔[عاقلی، باقر۔ در شرح رجال سیاسی نظامی معاصر ایران، ۱۳۸۰۔]

اور ان شہیدوں کو بے دردی سے ٹرکوں میں ڈال کر شہر سے باہر گروہ گروہ کی شکل میں دفنادئے گئے، لیکن شاہی حکومت کے مقابلے میں علماء کی تعداد بہت کم تھی، اکثر کو جھیلوں میں ڈالا گیا، مقدمہ چلایا گیا، اس طرح علماء اپنے ان انقلابات میں ناکام ہوگئے۔

ایک خیانت کار اور غارت گر [رضاشاہ] کو ایرانی عوام پر مسلط کرنا

امریکہ اور انگلستان نے جو ایرانی عوام کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کیا وہ رضا خان کو ان پر مسلط کرنا تھا۔ رضا خان کون تھا؟ رضا خان ایک انپڑھ معمولی گھرانے کا پلا ہوا فوجی تھا، جس کی تربیت ہی ظلم و تشدد کے ساتھ ہوئی تھی۔ اسے پاک دامنی، عفت، امانت اور دیانت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسی لئے سارے مفاسد کا سرچشمہ خود رضا شاہ تھا۔ استعماری طاقتوں جیسے امریکہ اور انگریزوں نے اسے اپنی مفاد کے حصول کے لئے اس ملک میں ڈیکٹیٹر شب کے لئے مناسب سمجھا تو اسے بروئے کار لایا۔ اس نے کودتا کر کے ایرانی حکومت کو اپنے قبضے میں لے لیا اور ایران کو نجات دینے کا نعرہ لگا کر میدان میں آیا تھا لیکن انگلستان کا حوالہ کر گیا۔ جب انگلستان نے محسوس کیا کہ اب یہ ہمارے کام کا نہیں رہا، برکنار کر کے اس کا بیٹا محمد رضا شاہ کو ایرانی عوام پر مسلط کر دیا۔ [ہمان، ص۶۹]

رضا شاہ حکومت کی خصوصیات

آزادی اور انسانیت کے خلاف اور چور حکومت تھی جو ہر چیز جیسے جواہرات کو غارت کرتی تھی۔ اس سلسلے میں امام رہ فرماتے ہیں جب جواہرات بھرا صندوق کشتی میں رکھ کر رضا شاہ چلا اور جو کشتی اسے لینے کے لئے انگریز لے کر آیا وہ کشتی حیوانات کے حمل و نقل کے لئے مخصوص تھی، رضا شاہ سے کہا گیا اس کشتی میں سوار ہو جائے، اس نے کہا: جواہرات کو بھی اس میں منتقل کر لیا جائے، انہوں نے جواب دیا وہ بعد میں منتقل کئے جائیں گے۔ یہ کہہ کر سارے جواہرات انگلستان پہنچادئے گئے۔ [ہمان، ص۸۵۔]

عزاداری امام حسین کے خلاف تھی۔ امام رہ فرماتے ہیں: میں نے رضا شاہ کے دور کے پورے ۵۰ سال کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہ پہلے اپنے آپ کو دین دار اور عزادار دیکھانے لگا۔ ہر ہیئت عزاداری اور مجالس میں پا برہنہ شرکت کرتا اور سینہ زنی کرتا اور سرکاری فوجی دستہ بھی عزاداری کے سلسلے میں نکالنے لگے۔ لیکن جب وہ قدرت اپنے ہاتھوں میں لے چکا؛ اب عزاداری کے خلاف اس نے کاروائی شروع کی اور ان مجالس پر پابندی لگادی، اس کے بعد اگر کہیں کوئی مجلس عزاداری ہوتی تھی تو وہ بھی مخفیانہ طور پر برپا ہونے لگی۔

اس پورے ۵۰ سال میں کوئی ایک بھی عوامی نمائندہ نہیں تھا، جتنے بھی وزیر تھے سب بیگانوں کے نوکر تھے۔

علماء پر ظلم و تشدد کر کے ان کو سرکوب کرنا اور لوگوں کے دلوں میں روحانیت کے لئے نفرت کا بیج بھونا۔ اس غرض سے مدارس کو مسمار کرنا، اور تھانوں میں لے جا کر عبا قبا درمیان میں سے پھاڑ کر پھینکنا، بسوں میں

سوار نہ کرنا۔ ایک ڈرایور کہتا تھا میں نے اللہ کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے، دو گروہ کو اپنی گاڑی میں سوار نہیں کروں گا: ایک آخوند دوسرا فاحشہ عورت۔ امام رہ فرماتے ہیں: رضا شاہ نے ہمارے لئے کوئی امام جماعت بھی باقی نہیں رکھا۔وہ روحانیوں سے ڈرتا تھا۔ کیونکہ وہ پارلیمنٹ میں ایک آخوند "مدرس" کو دیکھ رہا تھا جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعتراض کرتا اور کہتا تھا: مدرس زندہ باد رضا شاہ مردہ باد۔

امام رہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم گاڑی میں سوار تھے، ڈرائیور کہنے لگا: ان آخوندوں کو انگریزوں نے ایران میں لایا ہے جو انگریزوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہم نے پہلے کبھی ایسے لباس میں کسی کو نہیں دیکھا تھا ۔یعنی یہ عمامہ، عبا اور قبا ان کو انگریزوں نے پہنایا ہے۔اور خود انگریز بھی یہ پروپیگنڈا کرتے تھے کہ ان آخوندوں کو ہم نے لایا ہے اور یہ لوگ جس دین کی بات کرتے ہیں وہ افیون ہے جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔جو جنت اور باغات کا وعدہ دے کر لوگوں کو لوری دے کر سلا دیتے ہیں۔ایسی صورت میں لوگ روحانیت کو باعث نحوست سمجھتے تھے۔

امام رحمہ اللہ علیہ، اہل سنت برادران سے خطاب فرماتے ہیں: ایک دن میں اور ایک شیخ یعنی دو معمم گاڑی میں سوار ہوئے، راستے میں جب پیٹرول ختم ہوا تو ڈرائیور کہنے لگا: یہ اس شیخ کا شوم ہے، آپ اہل سنت برادران یہ نہ سمجھنا کہ صرف آپ کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے بلکہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ناروا سلوک کرتے تھے۔[علمائے کردستان کے نمائندوں سے خطاب۔۵۸/۲/۱۔]

مقصد یہ ہے کہ علماء کو عوام کی نظروں سے اتنا کس نے گرایا؟ جواب بہت سادہ ہے: امریکہ اور انگلستان اس مقصد میں پیش پیش تھے۔

یونیورسٹیوں کو علماء اور حوزہ ہای علمیہ سے جدا کرنے کی سازش۔ نہ صرف جدائی ڈالنا بلکہ ان کے دلوں میں روحانیت کے لئے دشمنی، اور عداوت پیدا کرنا۔

رضا شاہ معلون کی اسلام دشمنی: یہ انگریزوں کی ایماء پر اسلامی آثار اور اقدار کو مٹانے، خواتین کے سروں سے چادر اتروانے پر تلا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ دشمن یہ درک کرچکا تھا کہ جب تک ان میں دینی غیرت موجود ہے، ان پر ہمارا کچھ نہیں چلتا، لہٰذا سب سے پہلے خواتین کو ننگی کرلیں پھر جوانوں کو ان کی طرف ورغلائے جائیں۔ اس ناپاک عزائم میں وہ کئی حد تک کامیاب بھی ہوا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی خاندان کی عورتوں کے سروں سے حجاب اتروایا پھر کالج یونیورسٹی کی لڑکیوں کے سروں سے سکارف وغیرہ اتروایا۔

۱۷ دی ماہ ۱۳۱۴ کی تاریخ ہے ایف اے کے فارغ ہونے والے طالب علموں کو سرٹیفکیٹ دینے کے پروگرام میں رضا شاہ، سرکاری وزیر وزراء مرد عورتیں جوان لڑکے لڑکیاں سب شریک ہیں، پہلی بار رسمی طور پر اس کی بیٹیاں اور بیوی سر ننگے شریک ہوئیں اور اس دن کا نام رکھا: خواتین کی آزادی کا دن" اور اس دن آزادی کے نام پر خواتین کی عصمت دری کرتے تھے اور کتنے سقط جنین ہوتے۔ لیکن یہ احکام اسلامی کی سراسر خلاف ورزی تھی، فقہاء و مجتہدین عظام نے فوراً اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کئے۔ تم جو کہتے ہو کہ رضا شاہ کا زمانہ موجودہ زمانے سے بہتر تھا، کیا تمہیں معلوم ہے اس وقت تمہاری کیا حالت تھی؟!! میں جانتا ہوں جتنا خواتین پر اس باپ بیٹے کے دور میں ظلم ہوا شاید ایرانی خواتین پر کبھی نہیں ہوا۔اس نے خواتین اور روحانیوں پر سب سے زیادہ تشدد کیا۔لوگوں پر ضروری تھا مختلف پارٹیوں میں اپنی بیویاں اور بیٹیاں ننگی سر اپنے ساتھ لائی جائیں۔اور اگر نہ لائیں تو ان کو سزا دی جاتی۔ان باپ بیٹوں کا کشف حجاب کے بارے میں نعرہ تھا"ایران کے مردوں کے علاوہ باقی نصف عوام "خواتین" کو بھی فعال کریں گے۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا کہ اس نصف عوام یعنی مردوں میں سے بھی نصف یعنی جوانوں کو جنسی فسادات کی طرف دھکیلا گیا۔ لیکن اس وقت آیۃ اللہ حاج شیخ عبدالکریم حائری موسس حوزہ علمیہ قم رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ کو ٹیلی گرام بھیجا کہ یہ کشف حجات کا حکم اسلامی اور مکتب جعفریہ کے برخلاف ہے، اس سے سارے مسلمانوں کو سخت دکھ ہوا ہے، اس حکم کو واپس لو۔جس کے جواب میں اس نے لکھا: آپ اپنے کاموں میں مشغول رہیں ہماری سیاست میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن الحمد للہ قم کی خواتین نے ان کا سخت مقابلہ کیا اور دوسرے شہروں سے بھی مؤمنہ اور باغیرت خواتین نے ان کے خلاف صدائے احتجان بلند کیں اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا گیا۔ [ہمان، ص ۱۳۹۔]

شاہ کے مظالم میں امریکہ اور اسرائیل کا کردار

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ سے جب سوال کیا کہ آپ امریکہ سے کیوں الجھنا چاہتے ہیں:

جواب میں فرمایا: سب سے بڑی جنایت اور ظلم ایرانی عوام پر کیا وہ "شاہ ایران کو ہم پر مسلط کرنا تھا" اورامریکہ کئی سالوں سے بین الاقوامی قوانین انسانی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایران کے داخلی امور میں مداخلت کر رہا ہے اور ایرانی عوام کی تقدیر اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور شاہ خائن کی خیانت کی وجہ سے ایران کے قومی خزانے لوٹ رہا ہے، ایران کی زراعت کو امریکہ کی مفاد کی خاطر تباہ کیا ہوا ہے، ایران کے تیل کی

قیمت سے کئی ٹن اسلحہ امریکہ سے لا رکھا ہے جو صرف اور صرف اپنے ہم وطنوں کے خلاف استعمال کر سکتا ہے، اصل میں امریکہ ایران کو اپنے لئے روس کے خلاف بہترین محاذ جنگ جانتا ہے، اور اس نے ہر قسم کی سرمایہ گزاری کرنے کے لئے ایران کا انتخاب کیا ہوا ہے، یعنی ایران اس کے لئے ہر لحاظ سے بہترین بازار بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں فوجیوں کو ایران کی سرزمین پر اتارا ہوا ہے جن کے حقوق بھی ایران ہی کے خزانے سے ادا ہوتے ہیں۔ [صحیح مسلم۔ ج۱/ ۱۰۶، کتاب الإیمان، ۷۴؛ مسند احمد، ج۲/ ۳۰۹؛ سنن الدارمیّ، ج۲/ ۲۴۱؛ إحیاء علوم الدین، ج۱/ ۴۳۔]

اسی طرح جب امام رہ سے سوال کیا گیا کہ اسرائیل سے آپ کیوں الجھتے ہیں؟ تو فرمایا: اسرائیل شاہ کا سب سے بڑا حامی اور ساواک بنانے اور انہیں ٹریننگ دینے میں اس کا ہاتھ ہے جو ایرانی مظلوم عوام پر قسم قسم کے مظالم ڈھاتے ہیں۔ اور ہم ہر ظالم حکومت کے خلاف ہیں جو دنیا کے کسی بھی کونے میں ہی کیوں نہ ہو۔

محمد رضا شاہ کی شخصیت

حدیث شریف ہے، جس میں رسول خدا فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص: إِنَّ اللَّهَ یُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّینَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ وَ بِأَقْوَامٍ لاخَلاقَ لَهُم [شہید ثانی، زین الدین بن علی، ہیۃ المرید، ۳۳۵۔]

بے شک اللہ تعالی نے اس دین [اسلام] کی تائید فاسق اور فاجر لوگوں اور بد اخلاق قوموں کے ذریعے فرمائی ہے۔ یعنی اگر کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو دیکھنا ہو تو اس کے مد مقابل کو دیکھو، پھر پہچان لوگے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا۔

فاسق، فاجر اور بداخلاق لوگوں کے ذریعے دین حق کی تائید ہوتی ہے۔ محمد رضا شاہ بھی ایک فاجر اور فاسق انسان تھا، جس کے ذریعے خواہ و ناخواہ دین حقہ کی تائید ہوگئی۔ کیونکہ جتنا ظلم و ستم زیادہ ہوگا دین عدالت اور حقانیت کا زیادہ پرچار ہوگا۔ ظالم اپنے ظالمانہ افعال کے ذریعے عادلانہ نظام کی تائید کرتا ہے۔ فرعون نے اپنی سرکشی کے ذریعے دین موسی کی تائید کی، ابوسفیان نے رسول خدا کو اذیت اور آزار دے کر دین اسلام کی تائید کی۔ اسی طرح داعش کے ظلم و بربریت اور غیر انسانی کردار کے ذریعے مکتب تشیع کی حقانیت دنیا والوں پر واضح کر دی۔

امریکی ۳۶واں صدر جانسن ایک ہاتھ میں عینک اتار کر دوسری طرف رخ کر کے اخبار پڑھ رہا ہے شاہ جو

ایک ملک کا بادشاہ ہوتے ہوئے بھی اس کے سامنے اس طرح کھڑا ہے جس طرح استاد کے سامنے سکول کا چھوٹا بچہ گردن جھکا کر کھڑا ہوتا ہے۔

مجھے یہ تصویر دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور سوچا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمارے مخالفوں کے سامنے ہماری حیثیت کیا ہے؟!!

ایران کے اقتصادی معاملات پر امریکہ کا قبضہ

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک خطاب میں ایرانی عوام کو یوں للکار رہے ہیں: آج اقتصاد ایران امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھ میں ہے۔ایران کا تجارتی بازار دوسروں کے ہاتھوں میں ہے۔ایرانی تاجروں، کسانوں اور کاروباری لوگوں کے چہروں پر غبار فقر و فاقہ بیٹھ چکا ہے۔لیکن کوئی ان کی فریاد رسی کرنے والا نہیں۔شاہ ملعون نے ہر چیز کو ملی کرنے اور اصلاحات اراضی کے بہانے سے امریکہ اور اسرائیل کے حوالے کر دیا ہے۔جیسے جنگلات، مراتع اور چراگاہیں، دریائیں، چشمے و۔۔۔ساری اچھی زمینوں اور بیابانوں، میدانوں کو امریکی، اسرائیلی اور روسی شرکتوں کے حوالے کر دیا ہے۔جب ملکہ انگلستان کا شوہر ایران آیا اور دشت ارژن کے سروے کے لئے چلا گیا۔یہ دشت بہت وسیع دشت ہے جو ییلاق شہرستان کازرون اور دشت محاط کوہستان ہے اور اس کی چاروں طرف سے خوبصورت آبشارین اور ندیاں بہتے ہیں اور درمیان میں شیرین اور زلال پانی کا نہر جاری ہے، جو مال مویشیاں چرانے کے لئے پوری دنیا میں بہترین چراگاہیں تھیں، لیکن ان کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ ان کا لکھا ہوا اقرار داد اب بھی میرے پاس موجود ہے۔بعد میں خود ملکہ انگلستان چند سرمایہ داروں کے ہمراہ آئی اور وہاں حیوانوں کو چرانے کے لئے انتخاب کیا۔یہاں سے بیرون ملک بہترین گوشت جاتے ہیں لیکن معلوم نہیں ہمیں بھی کچھ دیتے ہیں یا نہیں؟ اور اب ایرانی عوام کو باہر سے منجمد حرام، مردار اور نجس گوشت لا کر کھلا رہا ہے۔اور شاہ ملعون بیگانوں کی طرف ہاتھ پھیلا رہا ہے کہ ہمیں گندم دو، جو اور باجرا دو، بلکہ یہ بڑے فخر کے ساتھ کہتے کہ ہم گندم، جو اور مالٹے، انڈے، وغیرہ بیرون ملک سے درآمد کرتے ہیں۔کیا یہ شرم کا مقام نہیں؟ جبکہ ایران خود اس قابل تھا کہ باقی ممالک کو بھی بہترین گوشت، پھل، وغیرہ صادر کر سکے۔

اسی طرح دشت عمران جو قزوین کے اطراف میں واقع ہے بہترین زراعت کا کام وہاں کر سکتا ہے اور بہت ہی زرخیز میدان ہے۔وہاں سے غریب اور بھوکے لوگوں کو نکال دئے اور ان کی جگہ وہاں سے امریکی اور

اسرائیلی لاکر کمپنیاں اور فیکٹریاں لگا کر فائدہ اٹھارہے ہیں۔ اور اپنے بیچارے لوگ بھوک اور افلاس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اور شاہ کہتا ہے ہم ملت ایران کو متمدن بنادئیں گے۔ یہ ہماری تمدن بزرگ ہے لوگوں کے پاس کھانے کے لئے ایک وقت کی روٹی نہیں، اور یہ کہتا ہے کہ اعلی تمدن تک ایرانی قوم کو پہنچائیں گے!! ۔

اسی طرح دشت مغان بھی جسے ملی کر کے وہاں سے غریب لوگوں کو نکال دیا گیا، جس کی وجہ سے ان کے مال مویشیاں بھی تلف ہوگئے، اس دشت کو پانی پہنچانے کے لئے دژ نامی ڈیم بھی بنا کت اعلی حضرت کو تقدیم کیا گیا جس پر ایک ملیارد دوسو ملین ڈالر خرچ ہوا، اس کی وجہ سے ایک سو پچاس دیہات ویران ہوگئے۔ جبکہ شاہ نے ان لوگوں کو زبانی حد تک امید دلائی کہ ان کو شہروں میں روزگاری کے مواقع فراہم کریں گے۔ یہ دیہاتی لوگ بھی اپنی چراگاہیں، زمینیں چھن جانے کے بعد شہروں کی طرف رخ کرنے لگے، لیکن وہاں ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا اور حالات بد سے بدتر ہوتے گئے اور زندگی کرنا ان کے لئے بہت مشکل تھا۔ امام فرماتے ہیں یہ شاہ کی اقتصادی پالیسی تھی لیکن دوسری طرف اسراف گری کی بھی کوئی انتہا نہیں تھی جہاں لوگ بھوک وپیاس سے مر رہے ہوں وہا اس کی بہن ایک ویلا خریدتی ہے اور اس میں صرف پھولوں کے گملوں، کیاریوں اور باغچہ میں پھولوں کے پودے لگانے پر ۶۰ لاکھ ڈالر خرچ کرتی ہے۔ یہ ۳۷ ملیون تومان کہاں سے اس نے خرچ کیا؟ ان پابرہنہ اور بھوکے افراد کا سرمایہ سے۔[ہمان، ص۱۴۱۔۳]

اس کی بیوی فرح دیبا، جو محمد رضا شاہ کی تیسری بیوی اور ملکہ ایران تھی، صرف تیل کی آمدنی سے ماہانہ ۵۰ لاکھ، ۳۰ لاکھ تومان لیتی تھی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں رہبر اسلامی اور ولی فقیہ خمینی کبیر کی اقرباء پروری کی طرف نگاہ کریں تو اہل انصاف ہی بتا سکیں گے کہ کس قدر ایک اسلامی اور طاغوتی حاکم میں کتنا فرق ہے؟ کہ احمد خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ایف اے پاس کیا تو ان سے فرمایا: اپنے لئے کوئی کام تلاش کرو یا طلبہ ہو جاؤ۔ کیونکہ بیت المال سے تم استفادہ نہیں کر سکتے۔

اور اپنے لئے بھی کوئی سرمایہ یا دنیوی مال دولت یا جائیداد بنا کر گئے ہوں، یا اپنے لئے قبر کے بارے میں بھی وصیت کی ہو، نظر نہیں آتا۔

محمد رضا پہلوی خائن اور خبیث جاتے جاتے تمام ملکی ثروت اور دولت کو بھی برباد، اقتصاد مملکت کو خراب، اور قبرستانوں کو آباد کر گیا۔ قومی خزانے کو خالی کر کے امریکی اور سویس بینکوں میں ذخیرہ کر گیا۔ لیکن اب انشاء اللہ انقلاب اسلامی کا تحقق ہونے کے بعد ان تمام خرابیوں کو ٹھیک کریں گے، اگرچہ اس میں ابھی

وقت لگے گا، کیونکہ جو ملک ۵۰ سالوں سے خرابہ میں تبدیل ہوچکا ہو اسے آباد کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔

حکومت رضاخان کے خلاف قیام میں شہید مدرس رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

امام رہ فرماتے ہیں: شہید مدرس، دیندار افراد کے لئے ملاک اور معیار تھے۔ جن کی شہادت کے بعد جو انہوں نے وراثت میں چھوڑا وہ عزت وشرافت اور بڑھائی تھی۔ اور ہمارے قیام کا مقصد بھی یہی ہے کہ حکومت میں ان جیسے افراد آئیں جو اس قوم کو بھی شرافت مند بنادیں۔

امام رہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رضا شاہ سفر سے واپس لوٹا تو آیۃ اللہ مدرس فرمانے لگے: میں نے دعا کی تھی کہ تم اس سفر سے سلامت کے ساتھ پلٹے۔ رضا شاہ بہت خوش ہوا، اور کہنے لگا: واقعی آپ نے میرے لئے دعا کی ہے؟!! اس میں ایک راز تھا کہ آپ نے دعا کی تھی۔ وہ یہ تھا اگر تم نہ لوٹتا تو شاید جو قومی سرمایہ تم غارت کر کے بیرون ملک پہنچائے گئے تھے، ہم سے چھن جاتے، میں چاہتا تھا تم زندہ رہے تا کہ ہمارا قومی اثاثہ محفوظ رہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایک شخص کی تربیت قرآنی ہوجائے تو ایک مدرس اپنے زمانے کے شہنشاہی اور شیطانی قدرت کو بھی اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ رضا شاہ آپ کو ہی اپنا رقیب جانتا تھا اگرچہ ایک عمر رسیدہ اور بہت ہی سادہ لباس "کرباسی جو ایران میں ہی بنتا تھا" میں ملبس، اور بہت ہی معمولی گھر میں رہنے والی شخصیت ایک گھوڑا گاڑی آپ کی سواری تھی جب آپ مجلس شوری میں بعنوان فقیہ و مجتہد منسوب تھے جب آپ بعنوان وکیل منتخب ہوئے، جس میں آپ کو تہران پہنچایا جاتا، جسے بیچ کر ایک چھوٹا گھر خرید لیتے ہیں۔

مرحوم مدرس پر رضا شاہ کے حکم سے قاتلانہ حملہ ہوا اور زخمی حالت میں ہسپتال پہنچائے گئے تو وہاں سے رضا شاہ کو پیغام بھیجا: ابھی مدرس زندہ ہوں۔ ہاں اب بھی مدرس زندہ ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کے افکار بھی باقی رہیں گے۔

محمد رضا شاہ کی حکومت، امریکی سیاست کا پیش خیمہ

امام رہ سے جب سوال کیا گیا کہ آپ کیوں حکومت مشروطہ کے مخالف ہیں؟ اور رضا شاہ کی حکومت کے خلاف ہیں؟

امام رہ نے فرمایا کیونکہ اس کی حکومت مشروع حکومت نہیں، لہذا میں شاہ کا حکومت میں آنے اور ان کا حاکم بننے کا مخالف ہوں۔ ہم نے ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ تک آزادی کی شکل نہیں دیکھی، یہ عوامی حکومت نہیں بلکہ اسے بیرونی طاقتوں نے ہم پر تھونپ دی ہے۔ اور یہ خود محمد رضا شاہ بھی اقرار کر رہا ہے کہ امریکہ، انگلیس اور

روسی طاقتوں نے مناسب سمجھا کہ میں بر سر اقتدار آؤں۔ اور اس مملکت کے لئے ذمہ داری انجام دوں۔ یہاں امام رہ فرماتے ہیں کہ ہاں تم نے بہت بہتر اپنی ذمہ داری انجام دی۔ تمہاری ماموریت کیا یہ تھی کہ اس ملک کا اقتصادی نظام مفلوج کردے، یونیورسٹیوں کو علمی اور تحقیقاتی کاموں سے روکے، کیا تمہاری ماموریت یہ تھی کہ اس ملک کی زراعت کو تباہ کرے، اور قومی خزانے کو مفت بیگانوں کے حوالے کرے۔ بلکہ مفت سے بھی بدتر! یعنی تیل بھی ہمارا غارت کرے، پھر اس کے عوض میں امریکہ کے لئے اس ملک میں پایگاہ بھی بنادے۔ یعنی ہم عوض بھی دے اور معوض بھی ان بیگانوں کی جیب میں ڈالدے؟! ہاں تم نے صحیح اپنی ذمہ داری نبھائی۔ جب کارٹر وغیرہ ایران سے خارج ہو رہے تھے تو ایرانی خزانے سے جواہرات لوٹ کر لے گئے، اس کے علاوہ بنکوں سے قرضے بھی جی بھر کر لے گئے جنہیں لوٹانا بھی نہیں تھا۔

گویا امریکہ نے ہمارا قومی سرمایہ کو بھی غارت کیا، قومی منابع اور شرافت کو بھی۔ صرف اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ ہمارے جوانوں کے استعدادوں کو بھی برباد کردیا۔ یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ایرانی قوم امریکہ سے نفرت کرتی ہے۔ ان دونوں خبیث باپ بیٹوں نے ایرانی قوم کے لئے بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔ اور کوئی ایسا مرد نہیں تھا جو مرحوم مدرس کی طرح شاہ کو للکارے اور اس کی خیانتوں کو برملا کرے۔

امریکہ کی طرف سے شاہی مظالم کی حمایت کرنا

جیمی کارٹر جو امریکی صدر تھا جب ۹ دی ۱۳۵۶ میں ایران آیا اردن کا بادشاہ ملک حسین بھی شاہ کی دعوت پر بطور مہمان آیا ہوا تھا۔ شام کا کھانا کھاتے ہوئے کارٹر نے کہا: ایران شاہ کی شایستہ رہبری کی مرہون منت ہے کہ جس نے اس پر آشوب دور میں اسے امن کا جزیرہ بنا رکھا ہے، ایرانی عوام کے لئے آزادی جیسی نعمت دے رکھا ہے۔ مجھے شاہ سے بڑھ کر کوئی اور امریکہ کا صمیمی اور حق شناس دوست نظر نہیں آتا۔ [تاریخ روابط خارجی ایران، ص ۳۰۴۔]

اور شاہ ملعون بھی امریکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور کہتا تھا: ایران اور امریکہ کی دوستی ہمیشہ باقی رہے گی اور ان دونوں ممالک میں کبھی جدائی نہیں آئے گی۔ [روزنامہ رستاخیز، ۲۵ آذر ۱۳۵۶۔]

یہی بات ایرانی سفیر نے امریکہ میں بھی دہرائی۔ امام رہ فرماتے ہیں کارٹر کی آزادی سے مراد ایرانی عوام کا قتل و غارت کرنا ہے۔ اور ترقی سے مراد یہی حالت ہے جو ایرانی عوام کے سر پر تھونپا ہوا ہے۔ اور کارٹر حکومت کا حقوق بشر کا یہی احترام ہے۔

امریکی مداخلت اور ایران کی مظلومیت

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا امریکہ کی مذمت کرنے کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ غارت گر اور قاتل ایران کے پورے سرمائے کو سمیٹنا چاہتا ہے اور ساتھ ہی اس ملک کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے۔ خواہ اس مقصد کے حصول کے لئے ایرانی قوم پر کتنی بھی بڑی مصیبت کیوں نہ آئے۔ ۱۹ دی کی مناسبت سے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امریکہ کی ایران میں مداخلت اور جنایت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔[۲ بہمن ۱۳۵۶۔]

اسی ۱۹ دی کے دلخراش واقعہ کی مناسبت سے آپ نے خطاب فرمایا: میں حیران ہوں، کہ اس بڑی مصیبت کی شکایت کس سے کروں اور اس کی تسلیت کسے دوں؟ رسول اور ائمہ کو دوں یا عالم اسلام و مسلمین جہاں کو دوں؟ ایرانی عوام کو دوں یا ان کے غم دیدہ والدین کو دوں؟ یا حوزہ علمیہ قم کو دوں؟ غریب عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم اور اس کے مقابلے میں کی جانے والی استقامت، یہ دنیا پر واضح ہونا چاہئے کہ جب ایک ناصالح افراد کے ہاتھوں میں اسلحے تھمادئے گئے تو ان سے اس کے علاوہ اور کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔ انشاء اللہ یہ غیور اور ہوشیار قوم ان مظالم کے مقابلے میں فتح یاب ہوگی اور اس ملعون خان کے شر سے نجات مل جائے گی۔ میں نے سنا تھا مرحوم مدرس نے رضا خان سے کہا: میں نے سنا ہے کہ شیخ الرئیس بو علی سینا کا قول ہے: میں گائے سے ڈرتا ہوں، کیونکہ اس کے پاس اسلحہ یعنی سینگ ہے لیکن عقل نہیں۔ بالکل یہی مثال ہے کہ خان کے پاس اسلحہ ہے لیکن عقل نہیں۔ اگر وہ امریکہ کی ایماء پر نہ چلتا اور اپنے ہم وطنوں کو خاک و خون میں نہ نہلاتا۔ امریکہ کا شاہ کی حمایت کرنے اور مظلوم عوام کے ساتھ دشمنی کرنے کے بعد کیسے اس پر اعتبار کیا جاسکتا تھا؟ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے امریکی جنایتوں کو عوام پر برملا کردیا اور عوام نے بھی خوب اسے درک کیا اور اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انقلاب اسلامی کی شکل میں اس کا ثمرہ ملا۔

کارٹر نے اپنے مطبوعاتی کانفرنس میں ادعا کیا تھا کہ ہم ایران کے اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے۔ اس وقت ان کا سفیر "ویلیام سولیوان" اپنی معروف کتاب "ماموریت در ایران" میں لکھتا ہے: ساواک کے مسئولین پہلے امریکہ میں ٹریننگ حاصل کرتے تھے لیکن بعد میں انہیں اسرائیل میں مشقیں سکھائی جانے لگی۔ امریکہ اور اسرائیل میں ان کو فوج، پولیس، اور انٹیلیجنس کے قوانین بناتے جاتے تھے۔ اس کے بعد امام رہ امریکی جاسوسی اڈھہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے کارٹر! یہ بتاؤ کہ تم نے

ایران کے پہاڑیوں میں اپنے مورچے کب بنائے؟ اور کس کے لئے بنائے؟ کیا یہ اندرونی امور میں مداخلت نہیں ہے؟ اور تم شاہ کو فرمان دیتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق وہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرے، کیا یہ مداخلت نہیں؟

امریکی سولیوان نے لکھا ہے کہ ایران کا ہماری اطلاعاتی ادارے کے ساتھ سب سے بڑی ہمکاری یہی تھی کہ ایران کے شمال میں دو جاسوسی اڈے بنانے کی اجازت دی تھی جہاں سے روس اور دیگر ممالک پر کڑی نظر رکھنے میں مدد ملتی تھی۔ وہاں سے روسی میزائلوں کے حرکات و سکنات اور دیگر ان کے فعالیتوں کو تحت نظر رکھتے تھے۔ اور سارے الیکٹرونک پیغامات وغیرہ کو بھی وہیں سے کنٹرول کر لیتے تھے۔ [ماموریت در ایران، ص ۷۲۔]

کارٹر نے جب کہا ہم ایران کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ہیں، اس کے جواب میں امام نے فرمایا: تم یہ بتاؤ کہاں کہاں اور کن کن چیزوں میں مداخلت نہیں کی ہے؟ آج جو بھی مصیبت ایرانی اور باقی ممالک کے عوام پر آپڑی ہے وہ سب تمہاری بے جا اور ظالمانہ مداخلت کی وجہ سے ہے۔ [کوثر، ج ۱، ص ۵۴۵، مجموعہ سخنرانی امام خمینی]

افریقی ممالک پر حملہ کیوں؟

افریقائی ممالک جہاں اللہ کی دی ہوئی سونے، چاندی اور تیل کے ذخائر موجود ہیں انہی کو لوٹنے کے لئے مختلف بہانے بناکر وہاں اپنی فوج اتارتا ہے اور ان ذخائر کو اپنے کنٹرول میں لے لیتا ہے۔ اس بات کی گواہی پاکستانی افواج کے وہ جوان، جنہیں ان ممالک میں بھیجے جاتے ہیں، دیں گے کہ وہ علاقے جہاں سونے چاندی کے معدنیات ہیں، وہاں امریکی فوج کے علاوہ کسی اور ملک کی فوج نہیں جاسکتی۔ جبکہ اس ملک کے غریب عوام بھوک وپیاس سے مر رہے ہوتے ہیں۔ کسے یقین آتا ہے کہ ایتھوپیا کا ملک سونے چاندی کا ذخیرہ اپنے سینے میں لیا ہوا ہے اور ان خزانوں کے اطراف میں رہنے والے بھوک کی وجہ سے مر رہے ہوں؟!

میانمار پر حملہ کیوں؟

کیونکہ میانمار میں بھی تیل کا ذخیرہ موجود ہے۔ جسے حاصل کرنے کے لئے حملہ کیا۔ جہاں سے چین روزانہ ۱۲ملیون بیرل خریدتا ہے۔ یعنی سب سے زیادہ خریدنے والا ملک، چین ہے۔ آج امریکہ اور اسرائیل میانمار کی اس سفاک اور خونخوار عورت جس نے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو اپنے گھروں اور علاقوں سے بے

دخل کر کے نکالا اور ان کے گھروں کو مکینوں سمیت آگ لگادی، اور نہتے انسانوں پر حملہ کر کے آوارہ کر دیا ایسے میں اسے امن اور صلح پسندی کا نوبل دیتا ہوا نظر آتے ہیں۔

عراق پر حملہ کیوں؟

امریکہ روزانہ ۲۵ ملیون بیرل تیل خرچ کرتا ہے جس میں سے ۱۰ ملیون خود امریکہ میں پیدا کرتا ہے ۱۵ ملیون بیرل دوسرے ممالک سے امپورٹ کرتا ہے۔ ۱۲ ملیون سے زیادہ اسی خاورمیانہ میں سے غارت کرتا ہے۔ پورے گیارہ سال عراق سے روزانہ ۳ ملیون بیرل غارت کرتا رہا لیکن ایک ڈالر بھی ان کی قیمت ادا نہیں کی۔ بہانہ کیا بناتا رہا کہ ہم یہاں کی امنیت کے لئے اپنی فوجی طاقت استعمال کر رہے ہیں اور قربانیاں دے رہے ہیں۔ ابھی یہ استعماری غارت گر، عراق کی باز سازی کے بہانے پھر سے عراق میں اپنا پنجہ جمانا چاہتا ہے کہ جس میں یہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

سعودی عرب اور یمن وغیرہ میں مداخلت کیوں؟

اسی طرح یمن سے، سعودی عرب سے تیل غارت کر رہا ہے، ان کے لئے بہانہ بناتا ہے کہ ہم انہیں اسلحہ فراہم کرتے ہیں، اور ایران کی طرف سے ممکنہ خطرات کے وقت تمہاری حمایت اور مدد کریں گے۔ جبکہ دنیا جانتی ہے کہ اسلامی جمہوری ایران کا شعار تقریب مذاہب: امنیت اسلامی، بازار اسلامی، امت اسلامی، اسلامی ممالک کے ساتھ دوستی بڑھانا، مشکل کے وقت ان کی مدد کرنا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک شیعہ اور سنی کا شعار دیتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف عوام کو اکساتے اور آپس میں لڑھاتے ہیں۔ جس کا فائدہ صرف اور صرف امریکہ اور اسرائیل کو پہنچ رہا ہے۔

دینا جانتی ہے کہ ایران اور عراق اگر ایک ہوجائے تو سوریہ کو بھی اپنے ساتھ ملا کر اسرائیل کی طرف گامزن ہونگے، اگر ایک دن اربعین میں جمع ہونے والے ۲ کروڑ کا لشکر اسرائیل کی طرف لانگ مارچ کرے تو اس وقت اسرائیل کا کیا حشر ہوگا؟!!

اسی لانگ مارچ کو روکنے کے لئے امریکا اور اسرائیل نے سوریہ پر حملہ کیا تھا وہ چاہتے تھے کہ اس کے بعد عراق پر حملہ کر کے ایران کو اپنی جگہ گھٹنے ٹکوادیں گے۔ لیکن اللہ کے فضل اور اہل بیت علیہم السلام کے طفیل، اس مکتب کے ماننے والوں خصوصاً ایران اسلامی کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن ذلیل اور پسپا ہوا۔

انقلاب اسلامی کی بنیاد

سوال یہ ہے کہ کیا چیز سبب بنی کہ کئی صدیوں کے بعد ایک ایسی عظیم حکومت اسلامی قائم ہوئی؟ اس کا جواب بھی آپ پر واضح ہے کہ جس کے کئی اسباب تھے جیسے: دین، ایمان، سیاسی، اقتصادی، فرہنگی، فکری آزادی اور استقلال، اور اخلاق فاضلہ کا رواج، جمہوری اور عوامی حکومت اور دین کے پابند افراد" خمینی رحمۃ اللہ علیہ بت شکن رحمۃ اللہ جیسے رہبر، اور ہر چیز سے بالاتر باتقوی افراد کا برسر اقتدار آنا ہی اس کرہ ارض پر نظام جمہوری اسلامی کے قیام کا باعث بنے۔ جبکہ اس سے پہلے لوگوں کی طرف سے کوئی سیاسی رہنما پارلیمنٹ یا حکومتی امور میں شامل نہ تھا۔ کوئی ایک بھی باکردار نمائندہ جو اس زمانے کے ظالم حکرانوں کو للکارے، نہ تھا بلکہ سب درباری اور شاہی اثر رسوخ والے ہی حکومت میں شامل تھے۔

ان تمام تلخ اور بدترین حالات کے رونما ہونے اور مظلوم عوام کا طاقت فرسا سختیوں اور مظالم کو برداشت کرنے کے بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ اور ان کے باوفا ساتھیوں کی انتھک محنتوں اور قربانیوں کے نتیجے میں ایک ایسا اسلامی، اور اجتماعی فرہنگ کی بنیاد رکھی جس میں حریت، تعادل، عقلانیت، اور انصاف کا سکہ رائج ہوا۔ جس کے بے شمار فوائد، عزت، شرافت، قدرت، اور دیگر ثمرات آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اس لئے ان کا شمار کرنے کی شاید یہاں ضرورت نہ ہو۔ بس صرف اتنا بتادوں کہ انسان سازی اور معاشرہ سازی ہی انقلاب اسلامی کی بنیاد تھی۔ پہلے لوگوں کے دلوں کی تربیت اور تعمیر ہو۔ جو قلب سلیم ہو اور دنیا کے زرق وبرق کے فریب میں آنے والا نہ ہو۔ بلکہ وہ انسانیت، اخلاق اور دین داری کو اپنا پیشہ بناتا ہو۔ جس دنیا میں اخلاق، معنویت کا فقدان ہو وہ ننگین اور سنگین استعماری طاقتوں کا غلام بننے پر مجبور ہو، وہاں الٰہی انسانوں کی تربیت کرنے کو اسلامی انقلاب اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔

انقلاب کا معنی بھی یہی ہے کہ جب بھی کسی ملک میں انقلاب لایا جاتا ہے تو وہ اس ملک کا موجودہ اجتماعی نظام اور اوضاع واحوال کو بدل ڈالے۔ انقلاب معاشرہ کو تبدیل کرنے کا نام ہے۔ اور معاشرہ کا تبدیل کرنا انسانی کردار، اخلاق اور ایمان میں تبدیلی اور ترقی کا نام ہے۔ جس کے ذریعے ہی ممکن ہے کہ فاسد اور طاغوتی نظام کو الٰہی اور اخلاقی نظام میں تبدیل کرے۔ اور بے وفا، بے صفا اور بے رحم انسانوں کی تربیت کر کے انہیں باوفا، باصفا اور رحم دل انسانوں میں تبدیل کرے۔

اب آپ اس تناظر میں دیکھیں کہ شاہی حکومت، ظالم و جابر حکومت، استعماری طاقتوں کی غلام حکومت، ، جہاں انسانیت، ایمان، اخلاق، اور اقدار اسلامی ایک بے روح جسم کی طرح نظر آتے ہوں اور تمام تر مفاسد اپنے

عروج پر ہوں، شراب، جوا اس قدر عام ہو کہ جب شاہ ایران جوئے میں ہار جاتا ہے تو اس کا جرمانہ ضریح امام رضا سے نکال کر دیتا ہو، بے حیائی اور عریانی اور جسم فروشی اس قدر عام ہو کہ مغرب والے تہران کی طرف یہ کہتے ہوئے رخ کرتے ہوں "سب سے سستی اور سب سے سالم اور اچھی"۔ اور باکردار اور باایمان ماں بہنیں گھروں سے نکل نہ سکتی ہوں، تاکہ اپنی عزت بچائیں، جن میں ایسی خواتین بھی ہیں جو اپنی عزت اور پردہ بچانے کے لئے تیس تیس، چالیس چالیس سال تک گھروں سے باہر نہ نکلی ہوں۔

اتاترک کو ترکی میں انگریزوں نے انہی مقاصد کے لئے تیار کیا، جس میں وہ کامیاب ہوا۔ ترکی بھی ایک اسلامی ملک تھا لیکن اتاترک نے اسے لائک بنا دیا۔ اسی طرح عربی اور اسلامی زبان اور آثار کو ختم کر کے ترکی کا عربی رسم الخط کو انگریزی رسم الخط میں بدل ڈالا، قرآن کی تلاوت پر پابندی لگائی گئی۔ ہمارے ایک کلاس فیلو، جن کا نام یوسفی تھا، جب چھٹی پر جاتا ہے تو انہیں ترکی باڈر سے ہی عراق کردستان کے باڈر پر سربازی کے لئے بھیجا جاتا ہے وہاں ان کی جیب سے چھوٹا قرآن نکل آتا ہے جس کی سزا میں انہیں تین ماہ قید کی سزا دی جاتی ہے۔

لیکن ایران میں رضا شاہ ناکام رہ جاتا ہے کیونکہ یہاں دین اسلام کے محافظ، علماء و صلحاء خصوصاً مجتہدین عظام اور مکتب اہل بیت علیہم السلام، فرہنگ حسینی اور علوی کے پیروکار موجود تھے جن کی موجودگی میں شاہ کی کوئی بس نہیں چل سکی۔ اگرچہ اس نے ناکام کوشش ضرور کی اور کچھ حد تک کامیاب بھی ہوا۔

اس نے کشف حجاب کے حکم کے بعد فارسی زبان میں استعمال ہونے والے سارے عربی حروف اور اصطلاحات کو حذف کر کے خالص فارسی اصطلاحات میں تبدیل کرنے کا حکم دیا، تاکہ تمام اسلامی آثار کو ختم کر سکے۔ بطور مثال حمام یعنی غسل خانہ جو عربی کلمہ ہے اس کے لئے خالص فارسی میں ترجمہ کر کے " پاکستان" نام رکھا۔ اس طرح یہ کام شروع کیا لیکن انہیں امکان نظر نہیں آیا کیونکہ فارسی کے زیادہ تر کلمات اور اصطلاحات عربی ہیں۔

ایک درباری نے شاہ سے کہا: سب سے پہلے خود اعلی حضرت سے شروع کیا جائے۔ جب اس جملہ: "اعلی حضرت تشریف می آورد" کا ترجمہ شروع کیا کہ اس جملے میں "اعلی" بھی اور "حضرت" بھی اسی طرح " تشریف" بھی عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ اس کا سلیس فارسی بنا "کلہ گوندے می جنبد"

جب یہ مزخرف جملہ اس کے سامنے رکھ دیا تو اس نے اپنا نظریہ ترک کیا۔

ایسے میں ایک مرد مجاہد ایرانی قوم کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر شہر مقدس قم سے " قم باذن اللہ" کا

مصداق بن کر اٹھتے ہیں جب کہ لوگ انہیں جانتے بھی نہیں تھے۔ سب سے پہلی تقریر آپ نے مسجد اعظم میں شروع کی۔ جس میں محمد رضا شاہ کو خطاب کیا جس نے ایک بہائی جن کا نام اسد اللہ عالم تھا، وزیر اعظم منتخب کیا تھا، فرمایا: اے شاہ! کیا کوئی مسلمان نہیں تھا جسے ہم مسلمانوں پر حاکم بناتا؟! اس کے بعد ضریح حضرت معصومہ کی طرف دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یا فاطمہ معصومہ! آپ گواہ رہنا میں نے اپنا فریضہ ادا کیا اور لوگوں کو جو پیغام پہنچانا چاہئے تھا میں نے پہنچا دیا اب عوام کی مرضی ہے کہ وہ اسی بہائی کو تحمل کرے یا اپنے لئے اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے تیاری کرے۔ میں بھی ۶۳ سال کا ہوں اور پیغمبر اکرم اور امیر المومنین نے بھی ۶۳ سال زندگی بسر کی ہیں۔ اور میں بھی اس سے زیادہ زندگی کرنے کی تمنا نہیں کرتا، نہ ہی شاہی ظلم و ستم اور قتل کرنے کی دھمکی سے ڈرتا ہوں۔

اب تک کوئی انہیں نہیں پہچانتے تھے، یہ تقریر ختم ہوتے ہی سب خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور یخچال قاضی تک لوگ انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گئے۔ [ناقل حاجی مہدی، خادم مسجد علی اصغر، آذر گذر یعقوب۔]

اس تقریر کا لوگوں پر بہت گہرا اثر پڑا اور واقعاً احساس کرنے لگے کہ ہمیں اس ستم شاہی کے خلاف قیام کرنا چاہئے۔ اس طرح خمینی رحمۃ اللہ علیہ بت شکن نے لوگوں کی سوئی ہوئی ضمیروں کو جھگایا۔

آپ کی اتنی شجاعت! کہ ۲۵۰۰ ہزار سالہ شہنشاہی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور جہاں شاہ کا اصلی نام لینے سے لوگ ڈرتے تھے بلکہ اس کے اپنے درباری لوگ بھی شاہ کو فقط "اعلی حضرت" کہہ کر پکار سکتے تھے، ایسی حالت میں شاہ مردہ باد کہنے اور کہلوانے کی جرئت!! ۔ ان کی مثال مکمل طور پر اصحاب کہف کے جوانوں کی مثال تھی کہ جنہوں نے دقیانوس کے خداؤں کا پوری عوام کے سامنے تذلیل کرتے ہوئے ان کی ساری خدائی کو پاؤں تلے روند ڈالے۔ سوال یہ ہے کہ ان ہستیوں میں اتنی جرئت کیوں کر پیدا ہوئی؟ اس کا ایک ہی جواب ہے: ان کا ہدف خدائی تھا اور اس ذات لم یزل کے سوا کسی سے ڈرتا نہیں تھا اور اسی کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

کوئی بھی انقلاب ایک نقطہ سے اپنا آغاز کرتا ہے اور اپنا آخری ہدف تک قدم بہ قدم آگے بڑنے لگتا ہے، اسی طرح انقلاب اسلامی ایران کا بھی ایرانی عوام نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ۱۳۴۱ _ ۱۳۴۲ میں رسمی طور پر آغاز کیا، اور آج تک ترقی کے مختلف مراحل طے کرتے چلے آرہے ہیں:

پہلے مرحلے میں انقلاب اسلامی کا قیام تھا جس میں ایرانی عوام نے شاہ کی منحوس حکومت کے مقابلے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔

دوسرے مرحلے میں نظام اسلامی کا قیام تھا۔

تیسرے مرحلے میں حکومت اسلامی کا قیام تھا، یہ دشوارترین مرحلہ تھا۔جس میں انقلاب اسلامی کا قانون اساسی تدوین ہوا۔

چوتھے مرحلے میں اسلامی ملک کا قیام تھا جو حکومت اسلامی کے قیام کے نتیجے میں ممکن تھا۔اور یہ وہ مرحلہ ہے جو دوسرے ممالک کے لئے بطور نمونہ پیش کر سکتا تھا۔

پانچویں مرحلے میں امت اسلامی کا قیام تھا اور اگر اس مرحلہ میں کامیابی نصیب ہوئی تو اگلے مرحلے میں اسلامی دنیا کا قیام ہدف نہائی ہوگا۔ جس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ کہ سارے اسلامی ممالک ایک ہی حاکم کے زیر سلطہ داخل ہوں، جو ممکن نہیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ارب مسلمان متحد ہو جائیں، ایک دوسرے کے مقدسات کا احترام کریں، مشترکات پر متحد رہیں اور اپنے مشترک دشمن کے خلاف یک مشت ہو جائیں۔[مجموعہ مقالات امت اسلامی، ج ۲، ص ۱۴۳۔]

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے جب امریکہ کو دنیا کا سب سے بڑا شیطان کہہ کر پکارا تو دنیا والے حیران ہوگئے اور تعجب کرنے لگے، کہ ان میں اتنی جرئت ایک سپر پاور کے سامنے ایسی بات کرنا اپنے لئے موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ امام نے اس میں کوئی مبالغہ گوئی نہیں کی تھی بلکہ یہ ان کی الہام بخش حقیقت بیانی تھی۔ کیونکہ شیطان کا معنی شطن سے ہے، جو ہر قسم کی برائی پھیلانے کو کہا جاتا ہے اور آج پوری دنیا اس پر گواہ ہے کہ دنیا کے جس جس کونے میں بھی کوئی فساد ہو یا قتل و غارت، ان تمام جرائم کا منبع امریکہ ہے۔ کیونکہ جہاں بھی اسے اپنا مفاد نظر آتا ہے وہاں کسی بھی قیمت پر قبضہ کرنے لگتا ہے خواہ وہاں پورا ملک تباہ وبرباد ہی کیوں نہ ہو، وہاں کے لوگ ننگے اور بھوکے کیوں نہ مریں۔

اس کے مقابلے میں اسلامی جمہوری ایران دنیا کے کسی بھی کونے میں انسانیت پر ظلم ہو رہا ہو؛ ان مظلوموں کی حمایت کرتا ہے، خواہ وہ مظلوم مسلمان ہوں یا عیسائی، یہودی ہوں یا کافر یا اصلاً بے دین اور کمیونسٹ؛ انسانیت کے ناطے ان کی حمایت کرتا ہے۔ رہبر معظم حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ہم ان کی ہر ممکن مالی، جانی ہر ممکن حمایت کرتے ہیں، اگر یہ بھی ممکن نہ ہوں تو ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ظالموں سے اظہار برائت

ضرور کرتے ہیں۔

اور آج اگر کوئی حکومت یا لیڈر عالمی استکبار خصوصاً امریکہ اور اسرائیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکار رہا ہے تو وہ ایرانی قوم اور ان کا عظیم اور ہر دل عزیز رہنما ولی امر مسلمین حضرت آیۃ اللہ العظمی سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ ہیں۔ کیونکہ یہ مکتب اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والے ہیں، کربلا والوں کو اپنا ہیرو اور رہنما ماننے والے ہیں، جنہوں نے فرمایا تھا:

فَإِنِّي لَا أَرَى الْمَوْتَ إِلَّا سَعَادَةً وَلَا الْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِينَ إِلَّا بَرَماً۔ [ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول؛ ص۲۴۵-]

یعنی ظالموں کے خلاف لڑتے ہوئے مرنے کو سعادت سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ دیتے ہوئے زندہ رہنے کو ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

اسی لئے جہاں اہل بیت علیہم السلام کی حکومت ہو وہاں طاغوتی حکومتوں کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔یعنی یہ دو نظرئے قابل جمع نہیں ہے۔اور یہ اس مکتب اہل بیت علیہم السلام کا طرہ امتیاز ہے۔جو کسی اور مکتب میں نہیں ملے گا۔یہی وجہ تھی علامہ اقبال رہ کی دور اندیشی وہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اگر اس دنیا میں کوئی حکومت یا کوئی حاکم ہو جو دنیا کے مظلوموں اور بے کسوں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کو ظالم و جابر طاقتوں کے چنگال سے چھڑا لے، تو وہ مکتب اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں، ورنہ اس زمانے میں تہران کی حالت تو آپ کے سامنے ہے، جہاں دین نامی کوئی چیز نہیں تھی اور شاہ کی فاسق و فاجر حکمرانی تھی، تو کیا وہ کرہ ارض کی تقدیر بدلتے؟ ۔اسی مفہوم کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے:

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا   شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے

آج انقلاب جمہوری اسلامی ایران کی شکل میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خوابوں کی تعبیر سامنے آگئی۔ دشمن آج اس حکومت اسلامی کی تعمیر و ترقی دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔اور یہ حکومت اسلامی صرف ایران کی سرزمین تک محدود رہنے والی نہیں بلکہ یہ تو آغاز ہے اسلامی حکومت کی، اس مطلب کو خمینی رحمۃ اللہ علیہ بت شکن نے اپنے الہام آمیز پیغام میں فرمایا تھا: انقلاب اسلامی ما یک انفجار نور بود۔

یعنی یہ انقلاب تو ابتدائے عشق ہے آگے آگے دیکھ لو ہوتا ہے کیا؟ اس انقلاب اسلامی کے اثرات آج الحمدللہ پوری دنیا میں دیکھ رہے ہیں۔ اس سال افریقی جنگلوں میں بھی وہاں کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس

۲۲ کلومیٹر کا فاصلہ ۸ گھنٹے میں ہزاروں کا مجمع ہاتھوں میں لبیک یا حسین اور لبیک یا زینب، ہیہات منا الذلہ کے جھنڈے اور فلک شگاف نعرے بلند کرتے ہوئے طے کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ نیجیریا میں حوزہ علمیہ قم کا ایک ادنی طالب علم لیکن افریقہ میں ایک عظیم لیڈر کی شکل میں حجۃ الاسلام جناب زکزاکی حفظہ اللہ اٹھتے ہیں اور دعائے کمیل اور زیارت عاشورا کے ذریعے لاکھوں افراد کو معارف اہل بیت علیہم السلام سے آشنا کرا کے مکتب تشیع کا شمع جلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہیں اثرات سے بو کھلا کر شیعہ دشمن عناصر وہابیت اور سرکاری فوج نے امریکہ اور اسرائیلی ایماء پر وہاں زکزاکی کے حسینیہ پر قاتلانہ حملہ کر کے ہزاروں شیعیان امیر المؤمنین کو خاک و خون میں نہلا دیا۔ لیکن انہی شہداء کے خون کی برکت سے اب تک جتنے بھی لوگ شیعیت کے مخالف تھے، شیعیت کی حقانیت کو تسلیم کرنے لگے اور پورے افریقی ممالک نے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ یہ بھی اس فرمان رسول "دین کی حقانیت کو ظالموں کے ظلم نے تثبیت کیا" کا مصداق ہے۔

انقلاب اسلامی ایران کے کچھ اہم نتائج

حکومت اسلامی کا قیام اور ظالم حکومت کا خاتمہ اور رضا شاہ حکومت کی سرنگونی، کہ غریب لوگوں پر اتنا ظلم و ستم کرنے والوں نے جب سنا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اور امریکہ، انگلیس اور روس کی فوجیں باڈر تک پہنچ چکی ہے اور تمہیں تین گھنٹے کی مہلت دی گئی ہے۔ شاہ نے کہا: صرف تین گھنٹے کی مہلت؟!! جواب دیا یہ بھی زیادہ ہے، یہ تو صرف اس لئے ہے کہ ان لوگوں کو یہاں پہنچنے میں تین گھنٹے لگیں گے۔ اب یہ اصفہان کی طرف بھاگنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے: وہاں سے کہاں نکلو گے؟ شاہ کہتا ہے: معلوم نہیں! یہ کہہ کر تہران سے نکل جاتا ہے۔ امام رہ فرماتے ہیں کہ میں خود دیکھ رہا تھا غریب عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والی فوج تہران کے سڑکوں پر سرگران پھر رہی ہے اور یہ لوگ شاید ایران سے باہر فرار کرنے جا رہے تھے۔ حتی ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں تھا۔ جب اونٹ کا ایک کاروان وہاں سے گزر، جن پر خربوزے لادے ہوئے تھے، ان سے گزر رہا تھا اور یہ افسر شاہی والے ان پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ آخر ان کو اتنی ذلت کیوں اٹھانی پڑی؟ کیونکہ یہ حکومت عوامی اور قانونی حکومت نہیں تھی اس حکومت کو لوگوں کی حمایت حاصل نہیں تھی۔ اور جس دن لوگوں نے سنا کہ رضا خان کو ملک سے نکال دیا گیا ہے، اس دن لوگ بہت ہی افسردہ بھی تھے کیونکہ استعماری قوتیں ملک میں داخل ہو چکی ہیں اور ساتھ ساتھ خوشیاں بھی منا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد بھی پیش کر رہے تھے کیونکہ رضا شاہ کے مظالم سے نجات مل گئی تھی۔[ہمان،

ص۱۷۸۔]

تشیع عالمی اداروں میں پہلی بار ظاہر ہونے لگا۔

اتحاد بین المسلمین، آج سارے مسلمان تہران کو ام القری کی حیثیت دیتے ہیں، جو انقلاب کی عظیم ترین برکتوں میں سے ایک ہے۔

دین و سیاست کی جدائی کا خاتمہ، یعنی سیاست، دین کے اختیار میں ہے نہ دین، سیاست کے۔

عرب ممالک میں اسلامی بیداری، اور پوری دنیا میں مستضعف لوگوں کو انسانی آزادی کے لئے عالمی استعمار اور استکبار کے سامنے ڈٹ جانے کی ہمت دلائی۔

فلسطین کو عالمی مسئلہ بنایا جسے عبداللہ ناصر نے عرب کا مسئلہ قرار دیا تھا۔آج پوری دنیا میں مسلمانان عالم یوم القدس مناتے ہیں۔

ایران پہلے خلیج فارس میں امریکہ کا پولیس تھا لیکن اب پوری دنیا میں ایران واحد آزاد ملک ہے۔جب ایک پاکستانی وزیر نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: امریکہ کی مخالفت کر کے کیا ملا؟ تو امام نے فرمایا: پہلے ہماری تقدیر کا فیصلہ واشنگٹن اور تل ابیب میں ہوتا تھا اب اپنا فیصلہ ہم خود کرتے ہیں۔

عراق میں شیعوں کا انقلاب۔امریکہ نے عراق پر دو کھرب ڈالر خرچ کیا جو آج شیعوں کے مفاد میں خرچ ہو رہا ہے۔

جہاد اور شہادت کی عشق و محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا، جو ملت شہادت کو کربلا والوں سے ورثہ میں ملی۔

امریکہ اور اسرائیل کو سیاسی میدان میں شکست، جو چاہتے تھے ایران کو تنہا کر دے، لیکن آن وہ خود تنہا ہو گئے ہیں۔

ہر میدان میں کامیابی اور عزت۔ جوانوں نے شدت سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے دن رات کوشش کر کے زندگی کے ہر شعبے میں بڑی کامیابی حاصل کی۔دشمن سوچ رہا تھا کہ اس قوم پر اقتصادی پابندی لگا کر ان کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گا، اور کچھ لوگ پریشان بھی ہو کر کہنے لگے تھے: اب اقتصاد کا کیا بنے گا؟ اب بھوکے مر جائیں گے۔اسی دوران مرد مجاہد، عظیم اور بابصیرت رہبر نے فرمایا: شیطان بزرگ نے پوری زندگی میں ایرانی قوم پر جو احسان کیا ہے وہ یہی اقتصادی پابندی ہے" آپ کے

اس الہام بخش جملے نے ایرانی قوم کا حوصلہ دوبالا کر دیا۔اور یہ قوم اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو گئی۔ہم نے خود آیہ اللہ علی اکبر ہاشمی رفسنجانی رہ سے تالار قدس مدرسہ عالی امام خمینی رہ میں سنا تھا کہ آپ نے کہا: انقلاب سے پہلے ہم اپنے ملک میں کانٹے دار تاریں بھی نہیں بنا سکتے تھے، دوران جنگ اسے ہم روس سے بڑی منت سماجت کے ساتھ کئی گنا زیادہ قیمت ادا کر کے خریدتے تھے۔لیکن اب اللہ تعالی کے فضل و کرم اور اہل بیت اطہار کی برکت سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی اور کامیابیاں نصیب ہویں۔جس کے نتیجے میں ڈرون طیارے سے لیکر دنیا کی بے نظیر میزائل بنانے تک میں ہمارے جوان کامیاب ہوگئے ہیں۔اسی طرح زراعت کے میدان میں تقریبا خود کفیل ہوگئے، یہی وجہ ہے آج دشمن ایران کی طرف ٹیڑی نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔اگر دشمن کو معلوم ہوتا کہ ایران، ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا، تو اسی وقت اس پر ہوائی، زمینی حملے کرنے والا تھا، لیکن جب اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم ایران پر حملہ کریں گے تو اسلامی جمہوری ایران کے چیف آف آرمی اسٹاف نے جواباً کہا تھا: اسرائیلی طیارہ اگر حملہ کرنے آیا تو اس کے واپس پہنچنے سے پہلے پہلے ہم اسرائیل کو تباہ کریں گے اور اسے اترنے کرنے کے لئے جگہ نہیں ملے گی۔ اور یہ وہ دھمکی تھی جسے سن کر اسرائیل اور امریکہ کی جرئت نہیں ہوئی کہ وہ ایران کے خلاف فوجی کاروائی کرے۔ورنہ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ جس ملک پر چاہے وہ حملہ کر دیتا ہے اور ان غریب ممالک کے خزانے، معدنیات اور دوسرے ذخائر کو دن رات لوٹنے لگتا ہے۔جہاں جہاں خزانے، معدنیات، تیل وغیرہ موجود ہو وہاں کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ کر حملہ کرتا ہے اور بہانہ نہ ملے تو خود بہانہ بنا کر حملہ کرتے ہیں اور لوٹنے لگتا ہے۔

انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جس دن اس انقلاب اسلامی کے حقیقی وارث، اور منجی عالم بشریت حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا لہ الفداء تشریف لائیں گے اور پرچم انقلاب اپنے دست مبارک میں لے کر پوری دنیا کو اسی طرح سے عدل وانصاف سے پر کریں گے جس طرح یہ ظلم وجور سے پر ہو چکی ہو گی۔اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ہم سب کو اس انقلاب کے لئے زمینہ سازی کی توفیق اور امام برحق کے رکاب میں، خدمت کرتے ہوئے شہادت کی موت عطا فرما، آمین۔

فہرست منابع

۱. ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول؛ قم، چاپ: دوم، ۱۴۰۴ھ۔
۲. اِحمد بن حنبل اِبو عبداللہ الشیبانی؛ مسند الإمام اِحمد بن حنبل الناشر مؤسسۃ قرطبۃ _ القاہرۃ۔
۳. احمد بن یحیٰ البلاذردی (م۲۷۹)؛انساب الاشراف احیاء علوم الدین، ناشر: دارالمعرفۃ، بیروت۔
۴. تاریخ روابط خارجی ایران،
۵. تاریخ معاصر ایران از دیدگاہ امام خمینی، تبیان، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رہ، قم، ۱۳۷۸۔
۶. تحولات اجتماعی و انقلاب اسلامی در اندیشہ امام خمینی، تبیان، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رہ، قم، ۱۳۷۸۔
۷. حاجی مہدی، خادم مسجد علی اصغر، آذر گذر یعقوب۔ کی زبانی، جو اسی جلسہ میں موجود تھا۔
۸. خمینی رحمۃ اللہ علیہ، روح اللہ؛ صحیفہ نور، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۶۱۔
۹. دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن؛ سنن دارمی، ناشر عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۹۔
۱۰. روزنامہ رستاخیز، ۲۵ آذر ۱۳۵۶۔
۱۱. سابقہ امریکی سفیر ویلیام سولیوان؛ ماموریت در ایران۔
۱۲. شہید ثانی، زین الدین بن علی، بہیۃ المرید، قم، چاپ: اول، ۱۴۰۹ق۔
۱۳. صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
۱۴. عاقلی، باقر۔ شرح رجال سیاسی نظامی معاصر ایران۔ نشر علم۔ تہران: انتشارات گفتار، ۱۳۸۰۔
۱۵. کوثر، مجموعہ سخنرانی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام، قم۔
۱۶. مجموعہ مقالات امت اسلامی، ج ۲، ص ۱۴۳۔
۱۷. نور الدین علی بن اِبی بکر الہیثمی؛ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الناشر: دار الفکر، بیروت - ۱۴۱۲ھ۔
۱۸. ہمائش بین المللی امت اسلامی، مجموعہ مقالات امت اسلامی، ناشر، مرکز بین المللی ترجمہ و نشر المصطفیٰ، قم، ۱۳۹۳۔
۱۹. ہیثمی، علی ابن ابو بکر؛ مجمع الزوائد، دار الکتب العربی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۲۔